سوال

(213) صاحب مال اپنے مال کی زکوٰۃ خود تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ مال کی زکوٰۃ اور عشر اور عید کا صدقہ ہر نکالنے والا اپنے طور پر غرباء و مساکین کو بانٹ دے یا اپنے سردار کے حوالہ کر دے یا خود سردار طلب کر کے اپنے طور پر تقسیم کرے، یا اس کا نائب طلب کر کے اس کے مصارف میں خرچ کرے، رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد شریف میں کیا دستور تھا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

زکوٰۃ اور عید کا صدقہ دینے والا اور زکاۃ نکالنے والا اپنے طور پر غرباء و مساکین وغیرہ کو نہ بانٹے بلکہ واجب ہے کہ اپنے سردار یا اس کے نائب کے حوالے کر دے یا سردار و نائب خود طلب کر کے اپنے طور پر تقسیم کرا دے، رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے عہد شریف میں یہ دستور تھا، مشکوٰۃ شریف کی کتاب الزکوٰۃ کی فصل اول میں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ تم اہل کتاب کے پاس جاتے ہو، پہلے ان کو ہدایت کرنا کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ خدا کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں، اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ اس کو مان لیں، تو ان کو یہ تعلیم کرنا کہ اللہ نے ان پر رات اور دن میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہاس کو بھی مان لیں تو ان کو یہ سکھلانا کہ اللہ پاک نے زکوٰۃ بھی فرض کی ہے، کہ ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے فقیروں میں بانٹی جائے، آخر حدیث تک متفق علیہ۔

اور فتح الباری چھاپہ مصری کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۸۴ میں ہے کہ یہ جو:

((قولہ توخذ من اغنیاء سھم استدل بہ علیٰ ان الامام ھوالذی یتولی قبض الزکوٰۃ وصرفھا اما بنفسہ واما بنائبہ فمن امتنع عنھا اخذت فقراء وفی التلخیص الجیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر صفحہ ۱۷۸ ان سعد ابن ابی وقاص وابا ھریرۃ وابا سعید الخذری سئلوا عن الصرف الی الولاۃ الجائرین فاموا بہ رواہ سعید بن منصور عن عطاف ان خالد وابی معاویۃ وابن ابی شیبۃ عن بشر ابن المفضل ثلاثتھم عن سھیل ابن ابی صالح عن ابیہ اجتمع نفقۃ عندی فیھا صدقتی یعنی بلغت نصاب الزکوٰۃ قالت سعد ابن ابی وقاص وابن عمر وابا ھریرۃ وابا سعید الخدری اقسمھا او اوفعھا الی السلطن فقالوا اوفعھا الی السلطن مان اختلف علی منھم احد وفی روایۃ قلت لھم وھذا السلطن یفعل ماترون فاوفع الیہ زکوٰۃ فقالوا نعم رواہ البیھقی عنھم وعن غیرھما ایضا وروی ابن ابی شیبۃ من طریق قزعۃ قال قلت لابن عمران الی مالا فالیٰ من ادفع زکوٰۃ قال ادفعھا الیٰ ھولآئِ القوم یعنی الامراء قلت إذاًیتخذون بھا ثیاباً وطیباً قال واذو عن نافع قال قال ابن عمر ارفعوا صدقۃ اموالکم الیٰ من ولاہ اللہ امرکم فمن برلنفسہ ومن اثم فعلیھا وفی الباب عندہ عن ابی بکر الصدیق وعن مغیرۃ ابن شعبۃ وعائشۃ واما ما رواہ ابن ابی شیبۃ ایضا عن خیثمۃ قال سالت ابن عمر عن الزکوٰۃ قال ادفعھا الیھم ثم سالتہ بعد ذلک فقال لاتدفعھا الیھم قد اضاعوا الصلوٰۃ فھو ضیعف لانہ عن روایۃ جابرا الجعفی واصل ھذا الباب ما رواہ مسلم من حدیث جریر مرفوعاً ارضوا مصد قیکم قال مجیبا لمن قال لہ من الاعراب ان ناساً من المصدقین یاتوننا فیظمونا وعند ابی داوٗد عن جابر ابن عتیک مرفوعا سیا تیکم ذکیب مبغضون فاذا اتوکم فرحبوا بھم وخلوا بینکم وبین ما یتبغون فان عدلوا فان نفسھم وان ظلموا فعلیھم ارضوھم فان تمام زکوٰۃ کم رضاھم وعند الطبرانی فی الاوسط عن سعد ابن ابی وقاص مرفوعاً ادفعوھا علیھم ما صلوا الخمس وعند احمد والحارث وابن وھب من حدیث

انس قال اتی رجل من تمیم فقال یا رسول اللہ اذا ادیت الزکوٰۃ اِلٰی رسولک فقد برئیت منھا الی اللہ ورسولہ قال نعم ولک اجرھا واثمھا علی من بدل لھا حدیث (نمبر ۱) : ان ابن عمر کان
یبعث صدقۃ الفطر الی الذی تجمع عندہ قبل الفطر بیومین۔ مالک فی الموطاء والشافعی بیومین اوثلاثۃ وروی البخاری من حدیث ابن عمر انہ کان یعطیھا الذین یقبلونھا وکانوا یعطین قبل الفطر
بیوم ویومین وفی المجلد الثالث من فتح الباری صفحہ ۲۵۸ قولہ کان ابن عمر یعطیھا الذین یقبلونھا ای الذین ینصبہ الامام یقبضھا وبہ جزم ابن بطال وقال الھیثمی معناہ من قال انا فقیر والاول
اظھر یؤید ما دقع فی نسخۃ الصنعانی عقب الحدیث قال ابو عبد اللہ ھو المصنف کانوا یعملون للجمع لا للفقرائَ، وقد عقد فی روایۃ ابن خزیمۃ من طریق عبد الوارث عن ایوب قلت متیٰ کان ابن معر
یعطی قال اذا تفد العامل قلت متی یقعد العامل قال قبل الفطر بیوم او یومین ومالک فی الموطا من نافع ان ابن عمر کان یبعث زکوٰۃ المال الی الذی تجمع عندہٗ قبل الفطر بیومین اوثلثۃ واخرج
الشافعی عنہ قال ھذا احسن وانا استحب یعنی تعجیلھا قبل الفطر اہ ایضاً فی المجلد الثالث منہ ۲۶۵ وفیہ بعث العاۃ لاخذ الزکوٰۃ اھ۔ وفی التلخیص الجیر صفحہ ۱۷۶ حیدث : ان رسول اللہ ﷺ والخلفاء
بعدہ کانوا یبعثون السعاۃ لاخذ الزکوٰۃ ھذا مشھور۔ ففی الصحیحین عن ابی ھریرۃ بعث عمر علی الصدقۃ وفیھما عن ابی حمید ان النبی ﷺ بعث ابا مسعود ساعیاً وفی مسند احمد انہ بعث اباجھم ابن
حُذیفۃ متصدقا وفیہ انہ بعث عقبۃ ابن عامر ساعیا۔ وفیہ من حدیث قرۃ ابن وعموص بعض الضحاک ابن قیس ابن اسعد سایعاء فی المستدرک انہ بعث قیس ابن سعد ساعیا وفیہ من حدیث
عبادۃ ابن الصامت انہ ﷺ بعثہ علی اھل الصدقات وبعث الولید ابن عقبۃ الی بنی المصطلق ساعیا وروی البیھقی عن الشافعی ان ابا بکر وعمر کان یبعثان علی الصدقۃ واخرجہ الشافعی عن
ابراھیم ابن سعد عن الزھری بھذا وزار لا یؤخرون خذھا فی کل عام۔ وقال فی القدیم وروی عن عمر انہ اخرھا عام الرماد ثم بعث مصدقاً فاخذ عقالین عقالین۔ وفی الطبقات لابن سعد ان
النبی ﷺ بعث المصدقین الی العرب فی ھلال المحرم سنۃ تسع وھوفی المغازی للواقدی باسانیدہ مفسراًاہ۔ وقال الشوکانی فی سیل الجرار فقد کان الی رسول اللہ ﷺ فلاشک ولاشبھۃ وکان
یبعث السعاۃ لقبضھا ویامرھم علیھم الزکوٰۃ بدفعھا الیہ وارضائھم واحتمال معوقھم وطاعتم ولم یسمع فی ایام النبوۃ ان رجلا اواھل قویۃ صرفوا زکوٰۃ م بغیر اذنٍ من رسول اللہ ﷺ وھذا الامر لا
یجحدہ من لہ معرفۃ بالسیرۃ النبوۃ والسنۃ المطھرۃ وقد انضم الی ذلک النوعُدُ علی التروک وَالْمُعَاقَبَۃِ باخذ شرط المال وعدم الاذن لارباب الاموال بان یکتمو بعض اموالھم من الذین یقبضون الصدقۃ
منھم بعد ان ذکروالدانھم یتعدون علیھم ولوکان الیھم صرف اموالھم لاذن لھم فی ذلک ایضاً جعل اللہُ سجاۂ للعامل علی الزکوٰۃ جزء منھا فی الکتاب العزیز فالقول بان ولایتھا الی ربھا یسقط مصرفا
من مصارفھا صرح بہ اللہ سجانہ فی کتابہ العزیز وایضا روی الشیخان عن ابی ھریرۃ قال بعث رسول اللہ ﷺ عموم علی الصدقۃ فقیل منع ابن جمیل وخالد ابن الولید والعباس فقال رسول اللہ
ﷺ ما ینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ واما خلاد فانکم تظلمون خالد اوقد احتبس ادراعہ واعتدہ فی سبیل اللہ واناّ العباس فھی علی ومثلھا معھا ثم قال یا عمر اما شعرت ان عم
الوجل صنوابیہ۔ وھذا الحدیث ادضع الدلیل علی ان ولایۃ صرف الزکوٰۃ لیست الیٰ اربابھا بل علیھم ان یدفعوھا الی الامام اوالی نائبہ ولوکان الولایۃ الیھم لجازلھم صرفھا الی مصارفھا یانفسرھم
ولم یتوقف فیولھا علیٰ من لم یدفعھا الیہ لاحتمال انہ تسمھا بنفسہ فی مصارفھا وایجاقال الشوکانی فی سیل الجرار والحاصل انہ لیس فی مقام یایدل علی ان امر الزکوٰۃ الیٰ اربابھا فی زمن النبوۃ قسط وبہ
یندفع جمیع ماذکرہ الجلال فی شرحہ ھھنا فانہ لم یات بشیء یعتد فی المعارضۃ واذا تقرر ھذا فقد ثبت ان ماکان امرہ الی رسول اللہ ﷺ فھو الی الائمۃ من بعدہ۔ ومن ذلک مافی الصحیحین وغیرھما
من حدیث ابن مسعود وان رسول اللہ ﷺ قال انھا ستکون بعدی اثرۃ وامور تنکونھا قالوا یا رسول اللہ فما ترمرونا قال تؤدون الحق الذی علیکم وتسئلون اللہ الذی علیکم۔ واخرج مسلم
وغیرہ من حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ ورجل یسالہ ارایت امراء یمنعو ننا حقنا وسالونا حقھم فقال اسمعوا واطیعوا افانما علیھم ما حملوا وعلیکم ما حملتم وفی
الباب احادیث واذا عرفت ھٰذا عملت ان الدفع الی الامام واجب لجمیع انواع الصدقات الاان یاذن لوب المال بالصرف جاذلہ ذلک انتھیٰ۔ واللہ اعلم))

’’یہ جو آپ نے فرمایا کہ مالداروں سے لے جائے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سردار ہی زکوۃ کے لینے اور اس کے بانٹنے کا مالک ہے، خود سردار ہی تحصیل کرے، یااپنے نائب کے ذریعے تحصیل کرادے، توجو شخص تحصیلدار کو نہ دے، اس سے جبراًلی جائے گی، الخ تلخیص الجیر کے صفحہ ۱۷۸ میں ہے کہ سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے ظالم سرداروں کو زکوۃ دینے کا فتویٰ پوچھا گیا توان لوگوں نے ان کے دینے کا حکم کیا، اس کو سعید بن منصور نے عطاف بن خالد اور ابومعاویہ سے روایت کی ہے، اور ابن ابی شیبہ نے بشر بن مفضل سے روایت کی ہے، اور تینوں سے ابوصالح نے روایت کی ہے، اور ابوصالح نے اپنے باپ سے کہ میرے پاس اتنا مال ہوگیا تھا جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، تومیں نے سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا میں خود اس کو بانٹ دوں یا سردار کے حوالہ کروں، اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے یہ بھی کہا کہ یہ سردار جو کچھ کرتے ہیں، وہ تو آپ دیکھتے ہیں ہیں، کیا اس پر بھی زکوٰۃ ان کے حوالہ کردوں، فرمایا: ہاں، اس کو بیہقی نے ان لوگوں سے اور نیز دیگر لوگوں سے روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے قزعہ کی سند سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں مالدار ہوں، پس اس کی زکوٰۃ کس کو دوں؟ کہا کہ ان لوگوں کے حوالہ کر یعنی سرداروں کے، میں نے کہا کہ وہ تو اس کو اپنے کپڑے اور خوشبو میں خرچ کر ڈالیں گے، کہا تمہاری بلا سے، اور ابن ابی شیبہ نے ناف کی سند سے روایت کی ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے مالوں کی زکوٰۃ ان سرداروں کے حوالہ کرو جن کو اللہ تمہارے کام کا والی بنایا ہے، جو سردار نیک برتاؤ کرے گا، اپنا بھلا کرے گا، اور جو برا برتاؤ کرے گا، اس کا وبال اسی پر پڑے گا، اور اس باب میں ابوشیبہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق اور مغیرہ بن شعبہ اور عائشہ سے بھی روایت کی ہے، اور جو ابن ابی شیبہ نے خیثمہ سے روایت کی ہے کہ

ابن عمر سے زکوٰۃ کے باب میں پوچھا تو کہا انہیں سرداروں کے حوالہ کر، پھر اس کے بعد ان سے پوچھا تو کہا، ان کو مت دے کیونکہ انہوں نے نماز کو ضائع کر ڈالا ہے، یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں راوی جابر جعفی بہت ضعیف ہے، اور اس امر کی دلیل کہ سردار کیسا ہی ہو، مگر زکوٰۃ اسی کو دینا چاہیے، وہ حدیث ہے جس کو مسلم نے جریر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو، یہ اس وقت فرمایا تھا، جب بدوؤں نے نالش کی تھی، کہ زکوٰۃ لینے والے اگر ہم پر ظلم کرتے ہیں، اور ابو داؤد نے جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قریب ہے کہ تمہارے پاس ظالم تحصیلدار آئیں گے، وہ جب آئیں تمہارے پاس تو تم خوش کیجیو، اور جو وہ چاہیں، ان کو لینے دیجیو اگر وہ انصاف کریں گے، تو اپنا بھلا کریں گے، اور بے انصافی کریں گے، تو اس کا وبال انہیں پر ہے، بہر حال ان کو راضی رکھو، کیونکہ تمہاری زکوٰۃ کا پورا ہونا ان کو راضی رکھنے میں ہے، اور طبرانی نے اوسط میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اس زکوٰۃ کو سردار کے حوالہ کرو، جب تک کہ وہ پانچوں وقت کی نمازیں پڑھیں، اور احمد اور حارث ابن ابن وہب نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی یا رسول اللہ! جب میں زکوٰۃ آپ کے تحصیلدار کے حوالہ کر دوں تو کیا میں اللہ اور رسول کے نزدیک اس سے بری ہو جاؤں گا فرمایا، ہاں اور تیرے لیے اس کا ثواب ہے، اور اس کا گناہ اس پر ہے، جو اس کو بدل ڈالے، ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ فطر دو دن پہلے اس کے پاس بھیج دیا کرتے تھیے، جس کے پاس فطرہ جمع کیا جاتا تھا، اس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں روایت کی ہے اور امام شافعی کی روایت میں دو دن یا تین دن سے اور بخاری کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ فطر لینے والوں کو دے دیا کرتے تھے اور عید کے دو ایک دن پہلے ادا کر دیا کرتے تھے، فتح الباری کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۱۱ میں ہے کہ راوی کا یہ قول کہ ابن عمر صدقہ فطر لینے والوں کو دے دیا کرتے تھے، اس کا یہ مطلب ہے کہ اس شخص کے حوالہ کر دیا کرتے تھے، جس کو امام نے فطرہ تحصیلنے کے لیے مقرر کیا تھا، اور ابن بطال نے بھی یہی معنی سمجھا ہے، اور ہشمی نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہے کہ جو اپنے کو فقیر کہتا ہو، اس کو دیتے اور پہلی بات (یعنی تحصیلدار کو دے دیا کرتا تھا) زیادہ صاف معنیٰ یہی ہے، اور وہ روایت اس معنی کی تائید کرتی ہے، جو صنعانی کے نسخہ میں اسی حدیث کے تحت ہے کہ امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا کہ وہ لوگ جمع کرنے کے لیے دے دیتے تھے، نہ کہ لوگ خود فقیروں کو بانٹ دیتے تھے، اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میںہے کہ عبد الوارث کی سند سے ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ ان عمر کب دیتے تھے، کہا تحصیلدار جب تحصیلنے کے لیے بیٹھتا، میں نے کہا تحصیلدار کب بیٹھتا تھا۔ کہا عدی کے دن ایک دن قبل۔ اور امام مالک کی مؤطا میں نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے دو تین دن پہلے ہی زکوٰۃ فطر اس کے پاس بھیج دیا کرتے تھے، جس کے پاس جمع ہوتا تھا، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں سے روایت کی ہے، اور کہا ہے کہ یہ بہتر ہے، اور ہم عید کے پہلے صدقہ فطر تحصیدار کے پاس بھیج دینے کو مستحب جانتے ہیں، اور یہی فتح الباری کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۶۵ میں ہے، اور اس حدیث سے امام تحصیلداروں کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لیے بھیجنا ثابت ہے، تلخیص الجیر کے صفحہ ۱۷۶ میں ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بعد اور آپ کے خلفاء تحصیلداروں کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لے بھیجا کرتے تھے، یہ مشہور بات ہے، چنانچہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو صدقہ تحصیلنے کے لیے بھیجا، اور صحیحن میں ابی حمید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ تحصیل کرنے کے لیے بھیجا، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں ہے کہ آپ نے ابو جہم بن حذیفہ کو زکوٰۃ تحصہ کرنے کے لیے بھیجا، اور اسی میں ہے کہ آپ نے عقبہ بن عامر کو زکوٰۃ تحصیل کرنے کے لیے بھیجا، اور اسی میں قرہ بن عموس سے روایت ہے کہ آپ نے ضحاک بن قیس کو زکوٰۃ تحصیل کرنے کے لیے بھیجاج، اور اسی میں عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو زکوٰۃ دینے والے کے پاس بھیجا، اور ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کے پاس زکوٰۃ تحصیلنے کے لیے بھیجا، اور بیہقی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تحصیلدار کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لیے بھیجا کرتے تھے، اس کو شافعی نے ابراہیم بن سعد سے انہوں نے زہری سے روایت کی ہے، اور اس قدر زیادہ کیا ہے کہ اس کی تحصیل میں کسی سال دیر نہیں کرتے تھے اور شافعی نے قدیم قول میں کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عام الرماد میں زکوٰۃ کے لیے تحصیلدار بھیجنا اٹھا رکھا۔ پھر دوسرے سال تحصیلدار بھیج کر دونوں سال کی زکوٰۃ وصول کرائی۔ اور ابن سعد کے طبقات میں ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ تحصیلنے والے کو عرب کی طرف ہجرت کے نویں سال محرم کے شروع مہینے میں بھیجا اور یہ امام واقدی کے مغازی میں ان کی اسناد سے مفصل مذکور ہے، اور امام شوکانی نے سیل الجرار میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ تحصیلنے کا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شک و شبہ حاصل تھا، اور آپ تحصیلدار تحصیلنے کے لیے بھیجا کرتے تھے، اور جن پر زکوٰۃ فرض ہوتی ان کو حکم فرماتے تھے، کہ تحصیلداروں کو دو، اور ان کو راضی رکھو، اور ان کی سختی برداشت کرو، اور ان کی اطاعت کرو، اور زمانہ نبوت میں یہ بات کبھی نہیں سنی گئی کہ کسی شخص نے یا کسی بستی والوں نے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زکوٰۃ خود بانڈ دی ہے۔ (۱) اور یہ ایسی بات ہے جس کا ایسا شخص انکار نہیں کر سکتا، جس کو سیرت نبویہ اور سنت مطرہ کی معرفت ہے، اور ایں ہمہ اس کے ترک پر آدھا مال چھین لینے کی دھمکی و سزا بھی ہے، مالک مال کو تحصیلداروں سے تھوڑا مال بھی چھپانے کی اجازت نہیں ہے، باوجودیکہ آپ سے لوگوں نے تحصیلداروں کی زیادتی بھی بیان کی، اور اگر لوگوں کو مال زکوٰۃ کے بانٹنے کا خود اختیار ہوتا تو آپ ان کو ضرور اس کی اجازت دیتے، اور نیز اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں زکوٰۃ میں سے اس کے تحصیلدار کا بھی ایک حصہ مقرر فرمایا ہے تو یہ کہنا کہ زکوٰۃ کے بانٹنے کا اختیار اس کے مالک کو ہے، زکوٰۃ کے مصرفوں میں سے ایک ایسی مصرف کو بے کار کر دیناے، جس کی صراحت

خود خدا نے قرآن مجید میں فرما دی ہے، اور نیز بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لیے بھیجا تو پیغمبر صاحب سے عرض کیا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید اور عباس زکوٰۃ نہیں دیتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن جمیل تو زکوٰۃ دینا اس وجہ سے نا منظور کرتا ہے کہ وہ ایک غریب آدمی تھا، اللہ و رسول نے اس کو مالدار کر دیا ہے، اور خالد پر تم خواہ مخواہ زبردستی کرتے ہو، اس نے تو اپنی ساری زرہیں، اور کل اسباب فی سبی اللہ وقف کر دیا ہے، باقی عباس کی زکوٰۃ، تو وہ زکوٰۃ اور اسی قدر اور بھی میرے ذمہ ہے، پھر فرمایا اے عمر! تم کو خبر ہے، چچا باپ ہی کے مثل ہے، اور یہ حدیث اس بات کی صاف دلیل ہے کہ زکوٰۃ بانٹنے کا اختیار مالک مال کو نہیں ہے، بلکہ مالک مال پر واجب ہے کہ زکوٰۃ سردار کا اس کے نائب کے حوالہ کر دے، اگر مالک نصاب کو اختیار ہوتا تو اس کو زکوٰۃ کے مصرفوں میں خود تقسیم کرنے کا ضرور اختیار ہوتا کہ جو اپنی زکوٰۃ سردار کے حوالہ نہ کر دے اس کو عتاب کرے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس نے اپنی زکوٰۃ سردار یا ان کے نائب کو نہ دی، اس نے خود زکوٰۃ کے مصرفوں میں بانٹ دیا ہو، اور بھی امام شوکانی نے سیل الجرار میں فرمایا ہے، خلاصہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ بات ہرگز دلیل سے ثابت نہیں ہے کہ مالک اپنی زکوٰۃ خود بانٹ دیا ہو، اور اس بیان سے وہ شبہ بھی دور ہو گیا، جو جلال الدین نے اسی بیان میں اس کی شرح میں لکھا ہے، کیوں کہ وہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے، جو معارضہ کے قابل ہو، اور یہ بھی سیل الجرار میں ہے کہ جب یہ ثابت ہوئی تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو دستور آپ کے زمانہ شریف میں تھا، آپ کے بعد بھی وہی دستور اماموں کے وقت میںبھی رہا ہے، اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم وغیرہما میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ میرے بعد خرابیاں اور ایسے ایسے کام ہوں گے، جن کو تم ناپسند کرو گے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت آپ ہم لوگوں سے کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا سرداروں کا جو حق تم پر ہے، اس کو ادا کیے جاؤ، اور اپنا حق سردار پر ہے، وہ خدا سے مانگو۔ دوسری دلیل یہ ہے جو مسلم وغیرہ نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ایک شخص آپ سے پوچھتا تھا کہ جب سردار لوگ ہمارا حق ادا نہ کریں، اور اپنا حق ہم سے مانگیں تو کیا کرنا چاہیے، تو فرمایا ان کی اطاعت و تابعداری کرتے رہو، اس لیے کہ سرداروں پر جو تمہارا حق ہے، اس کی جواب دہی، ان کے ذمہ ہے، اور اس مسئلہ میں اور بھی حدیثیں ہیں، جب تم نے یہ مسئلہ جان لیا تو یہ بھی جان لیا کہ امام کو کل قسم کے صدقے حوالے کر دینے واجب ہیں، ہاں اگر سردار مالک مال کو اس کے بانٹنے کی اجازت دے، تو البتہ مالک مال کو اس کا خود بانٹ دینا درست ہے۔'' انتہیٰ واللہ اعلم (الجمیب محمد عبداللہ غازی فوری)

(الجواب صحیح الحقیر حسن بن محسن الانصاری الیمانی عفی عنہٗ) (الجواب صحیح محمد بشیر عفی عنہ) (الجواب صحیح سلامت اللہ عفی عنہ) (صحیفہ اہل حدیث دہلی بابت ماہ رمضان ۱۳۴۱ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۳۴ء جلد نمبر ۹) (فتاویٰ ستاریہ جلد نمبر ۱ ص ۳۵)

(۱) وفد تجیب کا واقعہ ص ۹۱ میں زاد المعاد کے حوالہ سے پڑھیں۔ (سعیدی)

توضیح:... مندرجہ بالا جواب میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ جب امام یا نائب امام نہ ہو جو شرعی احکام اور حدود اللہ قائم کر سکے تو اس وقت عوام صاحب نصاب اپنی اپنی زکوٰۃ کیسے ادا کریں، یا اس اصول پر عمل کریں، ((اذا فات الشرط فات المشروط)) مشکوٰۃ شریف میں مسلم شریف کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یکثر المال ویفض حتی یخرج الرجل زکوٰۃ ہلا یجد احداً یقبلھا منہ)) (صفحہ ۴۷۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ خود بخود مصارف زکوٰۃ تک پہنچا دینے سے بھی ادا ہو جاتی ہے، ورنہ رسول اللہ ﷺ نہ فرماتے کہ صاحب نصاب زکوٰۃ کا مال لے کر مستحقین کو در بدر تلاش کرے گا، اس کو کوئی زکوٰۃ کا مال لینے والا نہ ملے گا، تلاش کی کیا ضرورت، سیدھا امام وقت کے پاس بیت المال میں جمع کرا دے۔ ص ۹۱ میں حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ میں گزر چکا ہے کہ زاد المعاد جلد دوم سے ایک حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قوم تجیب کے قاصد آئے تو اپنے ساتھ مال صدقات بھی لیتے آئے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی عزت کی اور فرمایا کہ ان صدقات کو اپنے فقیروں میں تقسیم کرو، انہوں نے گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے فقیروں سے جو کچھ بچا ہے، وہی لائے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ادائیگی زکوٰۃ کے لیے امام کی شرط نہیں، اپنے ہاں کے فقیروں پر خود بھی تقسیم کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اور امام کو اس کی اطلاع و ضرورت بھی نہیں، صدقہ فطر اور زکوٰۃ امام کے بغیر بھی ادا ہو سکتے ہیں، میرے ناقص علم میں جیسے صحت نماز کے لیے مسجد اور جماعت شرط نہیں، بلکہ افضل ہے، اسی طرح ادائیگی زکوٰۃ کے لیے بھی امام کی شرط نہیں، بلکہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی تہمت سے بچنے کے لیے امام ایک ذریعہ ہے۔ ((ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ علم الکتاب)) (الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال ۷۱۔۲۔۲۸)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 7 ص 312-323

محدث فتویٰ